مورخہ ۱۱ر فروری ۲۰۰۶ء

روزنامہ سیاست حیدرآباد

ادبی و ثقافتی اید

ادبی ڈائری

کائنات نجم

سلیمان اطہر جاوید

شاعر اہلبیت حضرت نجم آفندی اردو کے ان شعراء میں ہیں اردو تنقید نے جن کا حق ادا نہیں کیا اور جو اپنی بے نیازی، شہرت گریزی، استغناء اور خودداری کے باعث وہ مقام نہیں پاسکے جس کا وہ استحقاق رکھتے تھے۔ نجم آگرہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم یہیں پائی اور بعد ازاں اپنے طور پر شعر و ادب کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا۔ وہ اردو فارسی اور ہندی اچھی طرح جانتے تھے۔ انگریزی میں بھی خاصا درک تھا۔ ریلوے ملازمت کے سلسلہ میں دہلی، کالکا اور غازی پور رہے۔ تحریک ترک موالات سے متاثر ہو کر ملازمت ترک کردی اور تھوڑی مدت کے لئے ردولی میں کاشتکاری کی اور جونیئر پرنس معظم جاہ شجیع کے دربار سے بھی منسلک رہے۔ (۱۲) سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا۔ انہیں اپنے دور کے نامور اساتذہ کی صحبتوں سے فیض اٹھانے کا موقع ملا۔ ناصر الملت نے نجم آفندی کو "شاعر اہلبیت" کا خطاب دیا۔ ہم عصر شعراء میں حالی، اکبر، اقبال، حسرت موہانی، صفی لکھنوی اور آرزو لکھنوی ہیں تو ہم عمر شعراء میں فانی، جوش، صدق جائسی، یگانہ، سیماب، مہذب لکھنوی اور مہدا آل رضا۔ نجم کی تصانیف کی تعداد (50) کے قریب بتائی جاتی ہے۔ طالب علمی کے دور ہی سے قوم پرستانہ جذبات کے حامل تھے۔ زیادہ تر کھدر کا استعمال کرتے۔ ریلوے ملازمت تو ترک کرہی دی تھی۔ کسی وجہ سے پرنس کی ملازمت سے بھی سبکدوشی اختیار کی۔ اپنے طور پر ماہنامہ "مشورہ" جاری کیا جو زیادہ چل نہ سکا۔ فارغ البالی نے جلد ہی رخصت چاہی اور نجم مالی پریشانیوں سے دوچار ہوئے۔ 1953ء میں والد اور 1958ء میں اہلیہ کے انتقال نے جذباتی طور پر پریشان کردیا۔ اعصاب میں تناؤ، لاغری، کم خوابی اور ضعف کے علاوہ آخری عمر میں معدہ، جگر، قلب کی بیماریوں رعشہ اور ثقل سماعت سے دوچار رہے۔ بھائی اور بیٹوں نے پاکستان کا رخ کیا اور یہ بھی مجبور ہو کر اپریل 1971ء میں ترک وطن کر کے کراچی پہنچے اور 21 دسمبر 1975ء کو کراچی میں مالک حقیقی سے جاملے۔ نجم نے اپنی تصانیف کی ترتیب و اشاعت پر کم توجہ دی۔ ان کے کلام کا پہلا مجموعہ 1917ء میں شائع ہوا اور آخری مجموعہ "لہو قطرہ قطرہ" ان کے انتقال کے چار سال بعد 1979ء میں۔ ان کے کئی مجموعوں کی اشاعت کے سامان نہیں ہوسکے۔ انہوں نے خود نوشت لکھنی شروع کی تھی جو نامکمل رہی اور اس کی اشاعت بھی نہ ہوئی۔ ان کے مضامین کا مجموعہ تو ترتیب ہی نہیں دیا گیا۔ ڈاکٹر تقی عابدی اردو کی اپنی بستیوں سے دور ایک نئی بستی کینیڈا میں قیام پذیر ہیں اور طبابت کی خدمات انجام دیتے ہیں تعجب ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مصروفیات کے باوجود اتنا وقت کہاں سے ملتا ہے کہ وہ تحقیق، تدوین اور تنقید کی دنیا میں مصروف رہتے ہیں۔ اب تو انہوں نے ممتاز محققین کی صف میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ تقی عابدی کی تاحال کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ شہید، جوش مودت، گلشن رویا، تجزیہ یادگار انیس، ابواب المصائب، ذکر دربا راں، عروس سخن، مصحف فارسی دبیر اور مثنویات دبیر...... یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے نامور اہل علم اصحاب سے داد و ستائش وصول کی ہے۔ ڈاکٹر تقی عابدی کی زیر تالیف کتابوں میں "تجزیہ شکوہ جواب شکوہ" "رباعیات دبیر، فانی شناسی، مصحف تاریخ گوئی، روپ کنور کماری اور تعشق لکھنوی ہیں۔ اس دوران ان کی قابل مطالعہ اور اہم تحقیق "کائنات نجم" ہے۔ "کائنات نجم" واقعی کائنات نجم ہے کہ ڈاکٹر تقی عابدی نے حضرت نجم کی کل غزلوں رباعیات، قطعات، نعت شریف، قصائد، سلام، نوحوں اور متفرقات کے علاوہ مرثیوں اور ہندی کلام کو یکجا کردیا ہے۔ "کائنات نجم" میں یہی نہیں کہ نجم کا سارا کلام محفوظ کردیا گیا ہے بلکہ ان کی حیات، شخصیت اور فن کے بارے میں اکابرین کے رشحات قلم بھی شامل ہیں۔ سید العلماء مولانا علی نقی نقوی، جناب ضیاء الحسن مولوی، ڈاکٹر محمد حسن فاروقی، شمشاد حسین رضوی سید ہاشم رضا، علامہ سید ضمیر اختر نقوی، کسری منہاس، سید معز الدین قادری ملتانی جناب قدر عریضی اور ڈاکٹر فاطمہ تشبیر جیسے لکھنے والوں نے علامہ نجم آفندی کے مزاج اور فن پر روشنی ڈالی ہے۔ غزل کے باب میں تقی عابدی، اختر انصاری اکبر آبادی اور سید نواز حسن زیدی کے مضامین ہیں تو پروفیسر احتشام حسین، پروین شاکر، پروفیسر کمال الدین ہمدانی اور افضل حسین نقوی کی تحریریں بھی کہ نجم کے فن کے کئی پہلو اجاگر ہوجاتے ہیں۔ تقی عابدی نے جس توجہ، محنت، اہتمام اور سلیقہ کے ساتھ یہ کام انجام دیا ہے ایسی مثالیں کم ہی ملیں گی "کائنات نجم نہایت دیدہ زیب اور ضخیم، دو جلدوں میں شائع کی گئی ہے جس کی رسم اجراء انجام دیتے ہوئے حضرت نجم کے فرزند علامہ سہیل آفندی نے کہا کہ ڈاکٹر تقی عابدی نے کئی سال کی محنت کے بعد یہ کام مکمل کیا ہے۔ انہوں نے علامہ نجم کے کئی اشعار کو جو عام طور پر نہیں ملتے تحقیق کر کے اس میں شامل کردیا ہے۔ وہ اس تقریب رسم اجراء کی صدارت فرمارہے تھے۔ ساہتیہ اکیڈیمی کے صدر پروفیسر گوپی چند نارنگ تھے، پروفیسر نارنگ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ تقی عابدی جو کام کررہے ہیں اس کی طرف اشارے کئے جاچکے ہیں۔ علامہ نجم آفندی شاعر اہلبیت اور شاعر رسالت ہیں۔ انہیں اپنے آپ پر اعتماد تھا اس لئے اپنے زمانے میں ناقدری کے باوجود آج ان کی قدر ہورہی ہے۔ تقی عابدی نے بتایا کہ (12) (13) ہزار اشعار ہونے کے باوجود انہیں نظر انداز کردیا گیا۔ نارنگ صاحب نے کہا کہ گر زمانہ نظر انداز نہیں کرے گا تو ہمارے محققین اور ناقدین کیا کریں گے۔ زمانہ بڑی شخصیتوں کے ساتھ ہمیشہ ناقدری کرتا ہے۔ ایسے شعراء زمانے سے متصادم ہوتے ہیں۔ علامہ نجم آفندی نے اپنا کلام شائع نہیں کیا وہ زمانے سے متصادم بھی نہیں ہوئے لیکن آج ان کو ان کا مقام مل رہا ہے۔ ڈاکٹر تقی عابدی نے اپنی گراں قدر تحقیق "کائنات نجم" کے بارے میں کہا کہ یہ اردو کا حادثہ ہوا کہ "کائنات نجم" ترتیب دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ "کائنات نجم" کے (65) فیصد اشعار غیر مطبوعہ ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب کینیڈا میں ترتیب دی۔ تقی عابدی نے بتایا کہ اقبال اور جوش سے پہلے 1912ء، 1913ء میں سرمایہ داری کے خلاف پہلی آواز نجم نے بلند کی۔ وطن پرستی نجم کی رگ رگ میں سموئی ہوئی تھی نجم سوشلسٹ خیالات کے حامل تھے انہوں نے کہا کہ اسلام انسان دوستی کا نام ہے لیکن اسلام کو دہشت گردی کے لئے بدنام کیا جاتا ہے جب کہ واقعہ یہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کائنات نجم کی اشاعت کا مقصد نجم شناسی کو عام کرنا اور اردو کے دامن کو وسیع کرنا ہے۔ ڈاکٹر ریاض فاطمہ تشبیر نے جنہوں نے علامہ نجم آفندی کی شخصیت اور فن پر تحقیق کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی نجم کی شاعرانہ عظمت پر اظہار خیال کیا۔ پروفیسر شارب ردولوی نے کہا کہ تنقید نے نجم کی طرف توجہ نہیں دی لیکن تقی عابدی نے تحقیق سے کام لے کر ان کے سارے کارناموں کو محفوظ کردیا ہے۔ شارب ردولوی نے کہا کہ نجم نے مرثیہ میں داخلی تبدیلی کی کوشش کی۔ کربلائی جنگ مظلوم اور ظالم کی جنگ تھی۔ جوش نے اس جنگ کو ایک نیا رخ دیا اور اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوستانی عوام کو غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لئے راغب کیا۔ نجم بھی شہادت امام حسین کے پیچھے جو فلسفہ ہے اسی کو پیش کرتے ہیں۔ علامہ اعجاز فرخ نے اپنی سحر انگیز تقریر میں نجم کی شاعری کی خوبیوں پر روشنی ڈالی اور نجم کی شخصیت کے بارے میں دل موہ لینے والے پیرایہ میں اظہار خیال کیا۔ جناب حمایت علی شاعر نے کہا کہ ڈاکٹر تقی عابدی نے انیس پر تاریخی کام کیا ہے۔ نجم صاحب بڑی صلاحیتوں کے مالک تھے۔

انہوں نے اردو شاعری کو نئی فکر دی۔ ان کی شاعری میں انقلابی عمل ملتا ہے۔ جو زمانہ سے باخبری اور تاریخی تسلسل کو ذہن میں رکھنے سے آتا ہے۔ جناب امجد الاسلام امجد نے کہا کہ "کائنات نجم" ایک گراں بہا تحقیقی کام ہے اردو ادب میں ایسے کام کم ہی ہوئے ہیں۔ جناب خلیل الرحمن نے "کائنات نجم" کی ستائش کرتے ہوئے ڈاکٹر تقی عابدی سے خواہش کی کہ وہ اپنے کاموں کو جاری رکھیں اور اردو تحقیق میں نئے چراغ روشن کرتے رہیں۔ پروفیسر صادق نقوی نے کہا کہ علامہ نجم کو شاعر اہل بیت کا خطاب آگرہ نے دیا۔ علامہ نجم نے شاعری کو روزگار کا ذریعہ بنایا اور نہ مذہب کو حصول دنیا کے لئے استعمال کیا انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھی ایسی ہی تربیت دی۔ علامہ نجم گزر گئے اور اردو کی رثائی شاعری میں "نجمیت" باقی ہے۔ مذہبی اور رثائی شاعری میں نجم کا مقام اہم ہے۔ جناب آغا محمد حسین نے نجم کی رباعی گوئی پر اظہار خیال کرتے ہوئے انہیں غیر معمولی مفکر قرار دیا۔ پروفیسر قمر رئیس نے کہا کہ آج جس کتاب کی رسم اجراء انجام دی گئی ہے وہ اردو ادب میں ایک مستقل اضافہ ہے۔ ان دو جلدوں پر تحقیق اور تنقید کا عمل جاری رہے گا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نجم آفندی کی شخصیت اور شاعری ہماری تنقید کا اہم موضوع ثابت ہوگی پروفیسر قمر رئیس نے کہا کہ رثائی ادب میں عظیم شاعری کے امکانات موجود ہیں۔ عالمی ادب کے سرمایہ کو سامنے رکھ کر مراثی کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر صادق نقوی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے اور آخر میں شکریہ ادا کیا۔ محبوب حسین جگر ہال، احاطہ روزنامہ "سیاست" میں منعقدہ اس تقریب میں دیگر اصحاب اور صاحبان ذوق کے علاوہ عالمی اردو کانفرنس میں بیرون حیدرآباد اور بیرون ہند سے شرکت کے لئے آئے کئی مندوبین نے شرکت کی۔